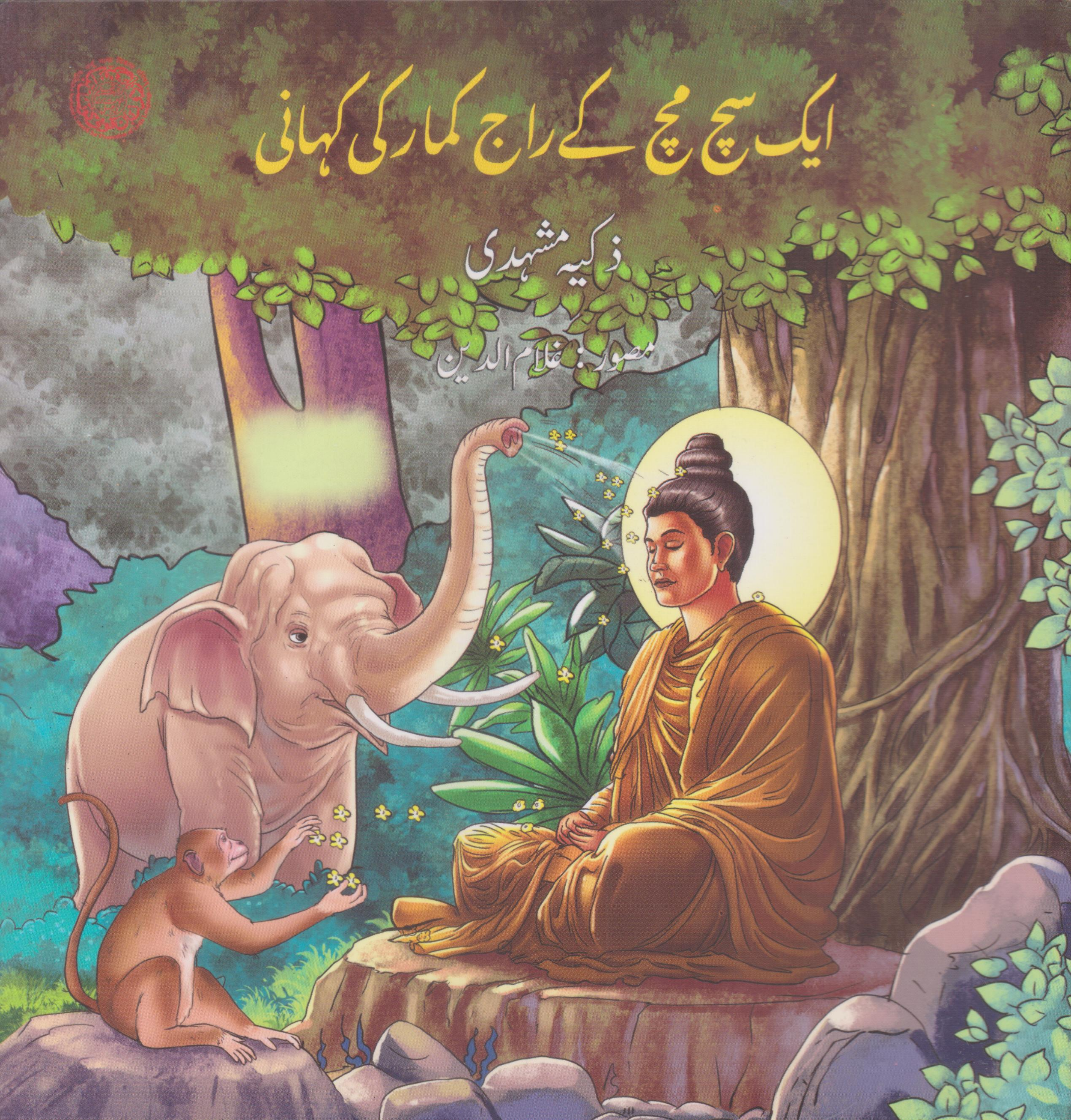
ایک سچ مچ کے راج کمار کی کہانی

ذکیہ مشہدی

مصور: غلام الدین



12 تا 18 سال کی عمر کے بچوں کے لیے

نئی نسل کی ذہنی نشو و نما اور ان کے خوابوں کو پرواز عطا کرنے کے لیے قومی تعلیمی پالیسی 2020 کے تناظر میں عصری تقاضوں سے ہم آہنگ ادب اطفال کی تخلیق و تشکیل کے لیے قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان، نئی دہلی نے نئے اشاعتی مشن اور وژن کے تحت 18 تا 20 ستمبر 2024 ادب اطفال ورکشاپ کا انعقاد کیا تھا، جس میں بچوں کی نفسیات و ترجیحات کا خیال رکھتے ہوئے معتبر تخلیق کاروں کے تعاون سے دلچسپ اور معلومات افزا تخلیقی مواد تیار کیا گیا۔ یہ کتاب اسی ورکشاپ سیریز کی ایک کڑی ہے۔



ڈاکٹر شمس اقبال
ڈائرکٹر

ISBN 978-93-49533-07-3

پہلا ایڈیشن: 2025

تعداد: 1100

AIK SUCH MUCH KE RAJKUMAR KI KAHANI
by Zakia Mashadi

قیمت: -/40 روپے

سلسلہ مطبوعات: 2169

ناشر: ڈائرکٹر، قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان

فروغ اردو بھون، FC-33/9، انسٹی ٹیوشنل ایریا، جسولہ، نئی دہلی-110025

فون نمبر: 49539000، فیکس: 49539099

شعبۂ فروخت: ویسٹ بلاک-8، آر-کے-پورم، نئی دہلی-110066 فون نمبر: 26109746

فیکس: 26108159 ای-میل: ncpulsaleunit@gmail.com

ای-میل: urducouncil@gmail.com، ویب سائٹ: www.urducouncil.nic.in

طابع: سلاسارا امیجنگ سسٹمس، A-97، سیکٹر 58، نوئیڈا-201301، یوپی

ایک سچ مچ کے راج کمار کی کہانی

ذکیہ مشہدی

مصور : غلام الدین



قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان، نئی دہلی

یہ سچ مچ کے راج کمار کی کہانی ہے، راج کمار کہیے یا شہزادہ۔ یعنی یہ نوجوان انسان ایک راجا کا بیٹا تھا جو سچ مچ اس دنیا میں رہا کرتا تھا۔ پتہ ہے یہ لوگ کس زمانے میں تھے؟ بہت پرانے زمانے میں۔ آج سے تقریباً ڈھائی ہزار سال پہلے۔ بلکہ سو برس اور بڑھا دیجیے۔ اس طرح تقریباً چھبیس سو سال پہلے۔



چلئے اب ان کا نام بتا ہی دیتے ہیں۔ ان کا نام تھا سدھارتھ گوتم۔ ان کے والد راجا شدّودھن تھے۔ ان کا تعلق جس قبیلے سے تھا وہ شاکیہ کہلاتا تھا۔ شاکیہ ایک جنگجو قبیلہ تھا جس کی عملداری ہمالیہ کی ترائی میں تھی۔ یہ علاقہ آج ہندوستان اور نیپال کی سرحد پر ہے۔

اتنے زمانہ پہلے سرحدیں وہ نہیں تھیں جو آج ہیں۔



شاکیہ قبیلے کے افراد کے پاس زمین داری تھی۔ کچھ لوگ بیوپاری بھی تھے جو خاصے پیسے والے تھے۔ شدودھن ان کے راجا یا سردار تھے۔ ان کی ریاست کا نام کپل وستو تھا۔ کپل وستو کے مشرقی حصے میں لُمبنی نام کی جگہ تھی۔ شاہزادہ سدھارتھ وہیں پیدا ہوئے تھے۔ لمبنی آج عالمی قومی ورثہ قرار دیا جا چکا ہے۔ دنیا کے ایک بڑے مذہب کے پیروکاروں کے لیے یہ انتہائی متبرک مقام ہے۔ کیوں، یہ آپ آگے جانیں گے۔



راجا شدودھن کی رانی یعنی سدھارتھ گوتم کی ماں کا نام مہامایا تھا۔ ان کا تعلق بھی راج گھرانے سے تھا۔

راج کمار گوتم کی پیدائش کا وقت قریب آنے لگا تو رانی مہامایا نے اپنے ماں باپ کے گھر جانے کا ارادہ کیا۔ آج بھی ہندوستان کے بہت سے علاقوں میں پہلی اولاد کے پیدا ہونے کے وقت لڑکیاں اپنی ماں کے یہاں جاتی ہیں۔



مہامایا ٹھہریں رانی۔ اس لیے ساتھ میں نوکر چاکر، محافظ اور ملازم عورتیں، کئی لوگ تھے۔ رانی پالکی میں تھیں۔ اب اس زمانے میں موٹر گاڑیاں کہاں سے آتیں۔ جانور سواری کے کام آتے یا پھر کہار پالکی اُٹھا کر چلتے تھے۔



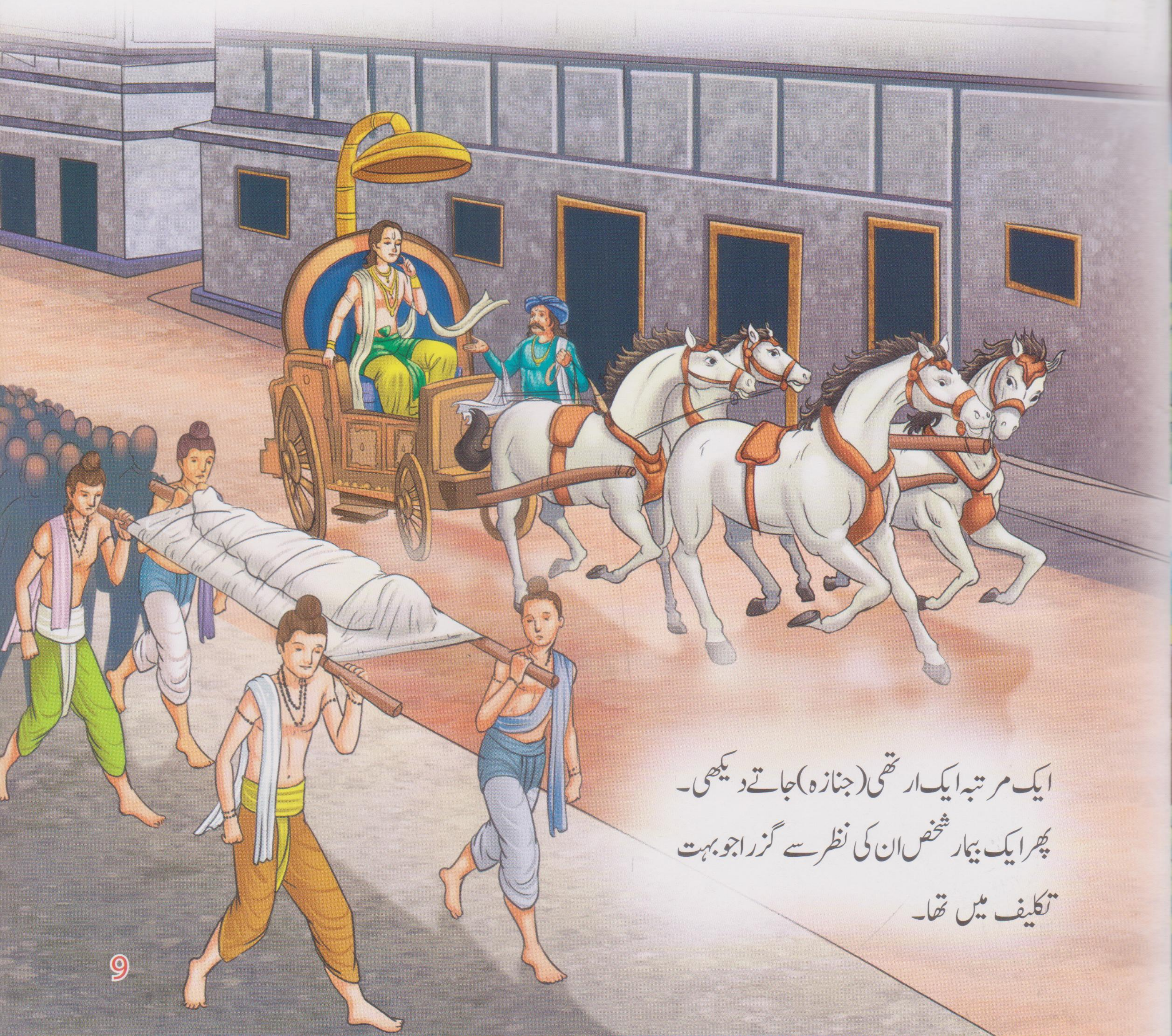
خیر مہامایا چلیں تو لیکن گھر پہنچنے سے پہلے۔ راج کمار راستے میں ہی پیدا ہو گئے۔ وہ سیمل کے درختوں کا جنگل تھا۔ سیمل میں سرخ پھول کھلے ہوئے تھے۔ دوسرے سرسبز درخت الگ تھے۔ بڑی پُر فضا جگہ تھی جہاں اس بچے نے جنم لیا اسی جگہ کا نام لُمبنی تھا۔ اب مائیکے جانے کی ضرورت نہیں تھی اس لیے مہامایا بچے کو لے کر گھر واپس آ گئیں۔ لیکن شاید انھیں کسی قسم کا انفیکشن لگ گیا تھا۔ ایک ہفتے کے اندر ان کا انتقال ہو گیا اور ننھے گوتم بغیر ماں کے رہ گئے۔



اس بن ماں کے بچے کی پرورش مہاپرجاپتی گوتمی نے کی۔ وہ مہامایا کی بہن تھیں۔ یہ بھی قیاس ہے کہ راجا شدودھن نے ان سے شادی کرلی تھی۔ بہر حال وہ ایک بڑی نیک خاتون تھیں۔ انھوں نے بڑی محبت سے بن ماں کے بچے کی پرورش کی۔



سدھارتھ گوتم بڑے ہوئے تو باہر سیر کرتے ہوئے انھوں نے کئی عام منظر دیکھے۔ مثلاً انھوں نے ایک شخص کو دیکھا جو بہت ضعیف تھا۔

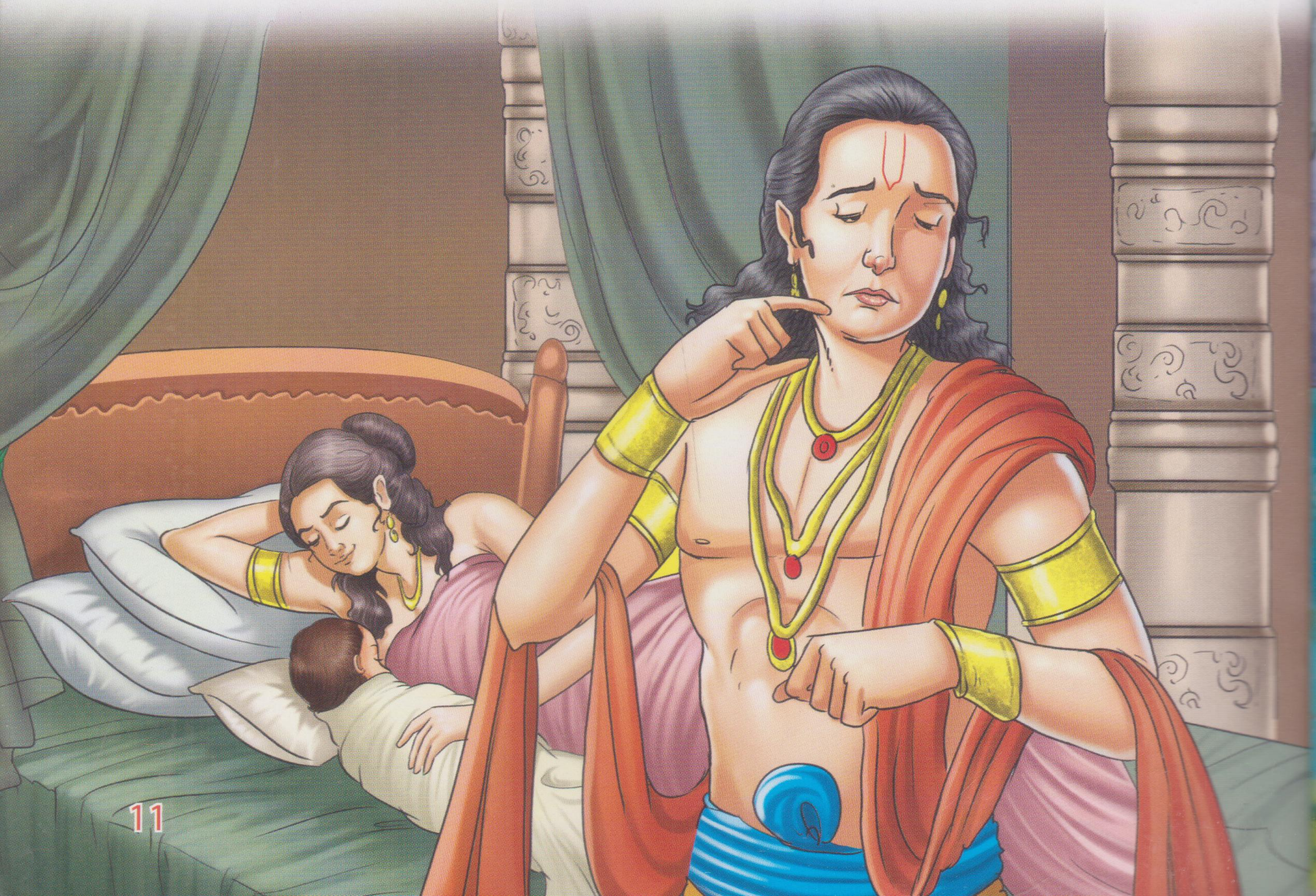


ایک مرتبہ ایک ارتھی (جنازہ) جاتے دیکھی۔
پھر ایک بیمار شخص ان کی نظر سے گزرا جو بہت تکلیف میں تھا۔

انھوں نے سب کے بارے میں سوال کیے۔ لوگوں نے بتایا کہ ان سے سبھی لوگ گزرتے ہیں۔ بیمار پڑتے ہیں، بوڑھے بھی ہوتے ہیں اور پھر مرتے بھی ہیں۔ ایسا کوئی انسان نہیں ہے جو ان تکلیفوں سے نہ گزرا ہو۔



راج کمار کے دل پر ان باتوں کا بڑا گہرا اثر پڑا۔ وہ اکثر سوچ میں ڈوبے رہتے۔ عیش و عشرت سے انھیں زیادہ دلچسپی نہیں تھی۔ آخر ایک دن وہ سچ کی تلاش اور دُکھوں کا مداوا ڈھونڈنے گھر سے نکل گئے۔ اس وقت ان کی عمر 29 سال تھی۔ ان کی شادی ہو چکی تھی اور ایک بچہ بھی تھا۔ ان کی بیوی راج کماری یشودھرا تھیں۔ وہ بھی آس پاس کے راج گھرانے سے تعلق رکھتی تھیں۔ بچے کا نام راہل رکھا گیا۔ راہل کی محبت کہیں ان کے پاؤں کی بیڑی نہ بن جائے اس لیے سدھارتھ نے فوراً ہی گھر چھوڑ دیا۔

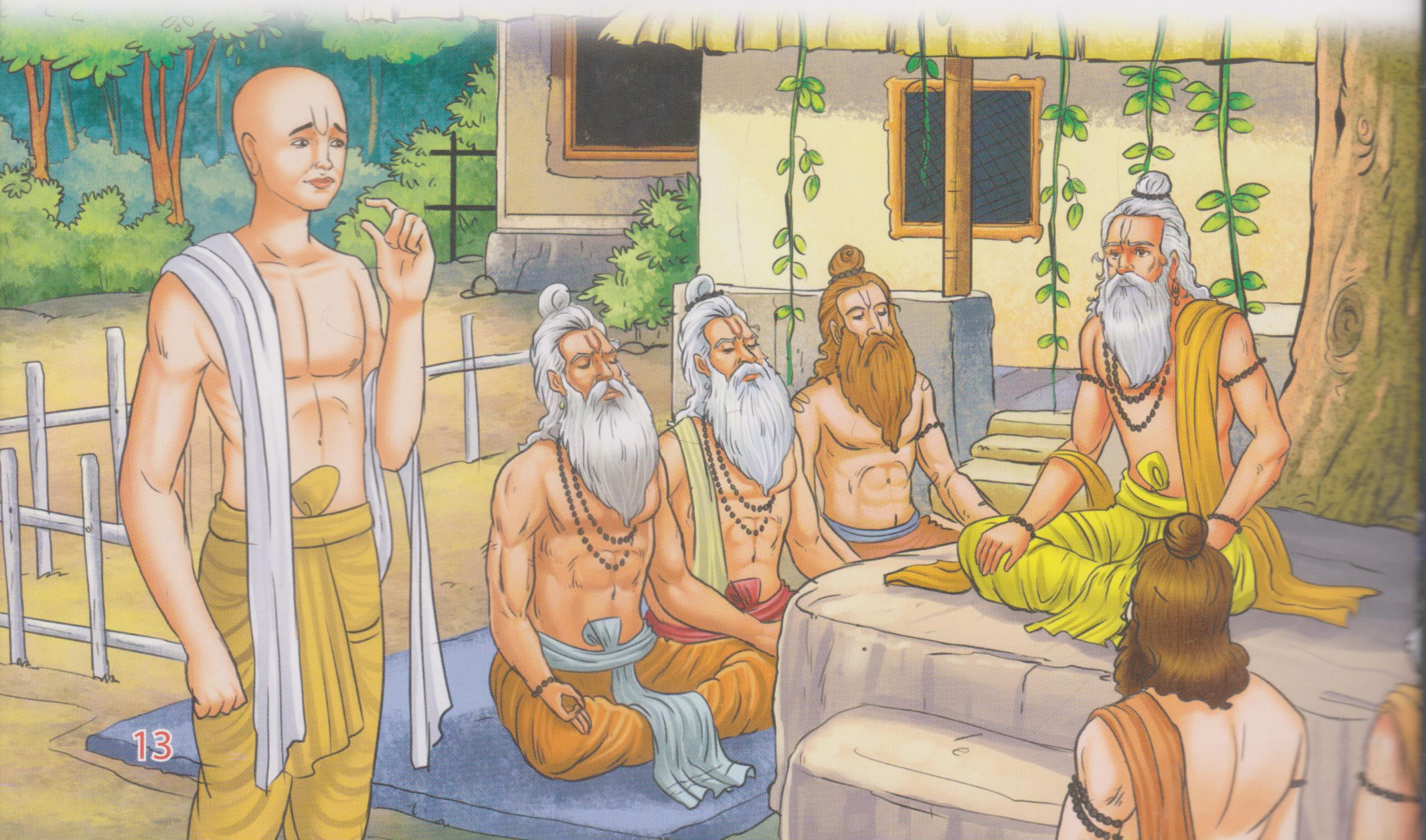


دنیا میں اتنے دُکھ کیوں ہیں۔ اونچ نیچ کیوں ہے؟ کچھ لوگ بہت امیر، کچھ بہت غریب کیوں ہیں؟ تشدد کیوں ہے؟ حق کیا ہے؟ کہیں نہ کہیں اس عرصے میں اس فکر سے ان کی بے کلی بہت بڑھ گئی تھی۔ سدھارتھ سمجھ رہے تھے کہ آسائشوں کے درمیان رہ کر وہ اپنے سوالوں کے جواب نہیں ڈھونڈ سکیں گے۔



ان کے آس پاس کے علاقے میں کئی جوگی تھے۔ یہ سخت ریاضت کرتے تھے۔ شروع میں راج کمار نے ان ہی کی طرح سخت ریاضت کے ذریعے حق کی تلاش کی۔ عیش و آرام تو چھوڑا ہی تھا، کھانا پینا بھی برائے نام کر دیا۔ ان کا جسم بہت کمزور ہو گیا۔ ایسا لگنے لگا کہ وہ زندہ نہیں بچیں گے۔

تو سدھارتھ بڑی سخت ریاضت میں مشغول تھے۔ یہ جگہ نرنجنا ندی کے پاس تھی۔ نرنجنا کو لوگ آج پھلگو کے نام سے جانتے ہیں اور اس علاقے کو بودھ گیا کے نام سے۔ سپاٹ میدانی علاقہ تھا اور نہایت شاداب جنگل کے درمیان۔ اور اس وقت اُرو ویلا کہلاتا تھا۔ راج کمار کا جسم بالکل ہڈی چمڑا ہو گیا تھا۔ وہ برگد کے نیچے پدم آسن میں یعنی دونوں زانو تہہ کیے مراقبے میں مصروف تھے۔



تبھی وہاں کوئی تین چار کلو میٹر دور بکرور گاؤں کے ایک کھاتے پیتے کنبے کی لڑکی سجاتا آن نکلی۔ سجاتا کے یہاں حال میں بیٹا ہوا تھا۔ وہ ہاتھ میں کھیر کا پیالہ لیے ہوئے تھی جو اسے درخت کے دیوتا کو چڑھانا تھا۔ اس نے راج کمار گوتم کو برگد کے درخت کا دیوتا سمجھ کر کھیر پیش کی۔



سجاتا کو پھر احساس ہوا کہ یہ تو کوئی یوگی ہیں۔ اس نے ہاتھ جوڑ کر کہا کہ جسم اگر اذیت میں ہوگا تو کوئی عبادت نہیں ہو سکے گی۔ اس لیے آپ یہ کھیر قبول کرلیں۔ موت کے قریب پہنچے راج کمار سدھارتھ نے کھیر قبول کرلی۔ اسے کھا کر ان کے ناتواں جسم میں کچھ طاقت آئی۔ اور ان کی سمجھ میں آگیا کہ عبادت اور ریاضت جب ہی ہو سکے گی جب جسم اس کے لائق ہوگا۔ لیکن ان کے برت توڑنے سے کچھ سنیاسی ناراض ہو گئے۔

سجاتا آج بدھ مذہب کے پیروکاروں میں ایک بڑی محترم ہستی ہے۔



سدھارتھ گوتم نے اس کے بعد بودھ گیا میں پیپل کے درخت کے نیچے بیٹھ کر پھر دھیان لگایا۔ اب کی انھیں عرفان حاصل ہوا۔ انھیں اپنی روح کی گہرائیوں سے ابھرتی آواز سے اپنے کچھ سوالوں کے جواب ملے۔ انھیں 'بدھتو' حاصل ہو گیا تھا۔ یہ سنسکرت لفظ عرفان، بصیرت، آگہی اور علم کے معنی میں استعمال کیا جاتا ہے۔ جس شخص کو بدھتو' حاصل ہو جائے وہ بدھ ہے۔



عرفان حاصل کرنے کے بعد سے یہ شاکیہ راج کمار بدھ کے لقب سے معروف ہوئے اور انھوں نے اپنے علم و آگہی کو آس پاس کے دوسرے لوگوں میں بانٹنا شروع کیا۔ علم جو عالم کی ذات میں سمٹ جائے وہ بے فیض ہوتا ہے۔ بانٹنے سے وہ دوسروں کو فائدہ پہنچاتا ہے۔ بدھ کی آگہی میں یہ بھی تو شامل تھا۔



پہلا سبق جہاں بدھ جی نے دیا وہ جگہ بنارس کے پاس ہے اور آج سارناتھ کہلاتی ہے۔ ان کے پہلے پانچ شاگرد وہ سنیاسی تھے جو برت توڑنے پر انھیں چھوڑ گئے تھے۔ وہ پھر ان کے ساتھ ہو لیے تھے۔

یہ غالباً پورے چاند کی رات تھی۔ جولائی کا مہینہ اور سال 528 قبل مسیح۔ اتفاق سے بدھ جی کو اسی دن عرفان حاصل ہوا تھا اور ان کی فوت بھی اسی دن ہوئی تھی اس لیے آج بھی پورے بدھ سماج میں بدھ پورنیما کے نام سے ہر سال یہ تہوار جوش و خروش سے منایا جاتا ہے۔



بدھ پورنیما۔ کیا یہ نام مانوس لگ رہا ہے؟ شہزادہ اس دن ٹیچر بن گیا تھا اور پھر وہ ہمیشہ درس دیتا رہا۔ آج اس کے درس پوری دنیا جانتی ہے۔ آج اس کے پیروکار دنیا میں 520 ملیں کی تعداد میں ہیں۔ یہ دنیا کا چوتھا سب سے بڑا مذہب ہے۔



پہلا سبق جس کے یہ پانچ سنیاسی شاگرد تھے، مدھیہ مارگ کا تھا۔ مدھیہ مارگ یعنی درمیانی راستہ نہ دنیاوی عیش و عشرت میں مگن رہیے، نہ خود کو تکلیف دیجیے۔ اپنے آپ کو تکلیف دینے سے کسی کا کوئی فائدہ نہیں ہوتا۔ اس لیے سخت ریاضت ضروری نہیں ہے۔ رہا عیش تو وہ تو آگے چل کر دُکھ دیتا ہے۔ تباہی کا سبب تک بن سکتا ہے۔



پھر، بدھتو‘ حاصل کر لینے والے شہزادے نے چار عظیم سچائیاں بتائیں۔ اس دنیا میں دُکھ بہت ہے۔ دکھ کی وجہ ہے۔ دکھ کے سدباب یعنی اسے دور کرنے کے طریقے ہیں۔ (عموماً دکھ مکمل طور پر دور نہیں ہوتا۔ اس صورت میں اس کے ساتھ ہم آہنگی پیدا کی جاسکتی ہے)۔ یہ طریقے آٹھ راستوں پر چل کر ہاتھ آتے ہیں۔



یہ آٹھ راستے ہیں:

سچی نگاہ یعنی حقیقت کو پہچاننا۔ سچا ارادہ یعنی ذہن کو بدی سے پاک رکھنا۔ سچی زبان یعنی ایسی باتیں نہ کرنا جن سے کسی کو تکلیف پہنچے اور جھوٹ نہ بولنا۔ سچے اعمال یعنی ایسے کام کرنا جن سے دوسروں کا کچھ بھلا ہو سکے۔ کم از کم ان کا نقصان نہ ہو۔ سچا ذریعۂ معاش یعنی ایمان داری سے روزی کمانا، سچی کاوشیں، سچا دھیان (مراقبہ) اور سچا ذہن۔ یہ آخری تین طریقے ارادے میں مضبوطی لاتے ہیں۔ اپنا محاسبہ کر کے خود اپنے آپ کو صحیح راہ پر رکھتے ہیں۔ اس طرح دکھ اور اذیتوں کو جھیلنا آسان ہو جاتا ہے۔ یہ انسان کو پست نہیں کرتے۔ ذہن پُر سکون رہتا ہے۔



عدم تشدد یا اہنسا بدھ جی کی تعلیمات میں مرکزی حیثیت رکھتے ہیں۔ تشدد صرف کسی کی جان لینا یا اس کے مال و اسباب کو تباہ کرنا ہی نہیں ہے۔ کسی بھی طرح کی ایذا پہنچانا تشدد میں آتا ہے۔ چوری کرنا، گالی دینا، غیبت کرنا، جھوٹے الزام لگانا۔ یہ سب دوسروں کو ایذا پہنچاتے ہیں اس لیے یہ بھی ہنسا کے تحت آئیں گے۔



وہ سماج میں اونچ پنچ کے بھی سخت خلاف تھے۔ ان کا سچے اعمال اور نیک ارادوں والا اصول بھی یہی کہتا ہے۔ بڑا وہ ہے جس کے اعمال درست ہیں، ارادے نیک ہیں اور نگاہ پاکیزہ ہے۔ بڑا وہ نہیں ہے جو کسی ایسے خاندان میں پیدا ہوا جسے سماج نے بڑا بنا دیا ہے۔ انھوں نے اپنے خیالات اور اصول سماج کے ہر طبقے تک پہنچائے۔ خود ان پر پورا عمل کیا۔ ان کے خاص شاگردوں میں اُپالی ایک نائی تھا۔ زندگی کے آخری دنوں میں وہ چُند نام کے ایک لوہار کے مہمان تھے۔ اسی کے یہاں آخری سانس لی۔



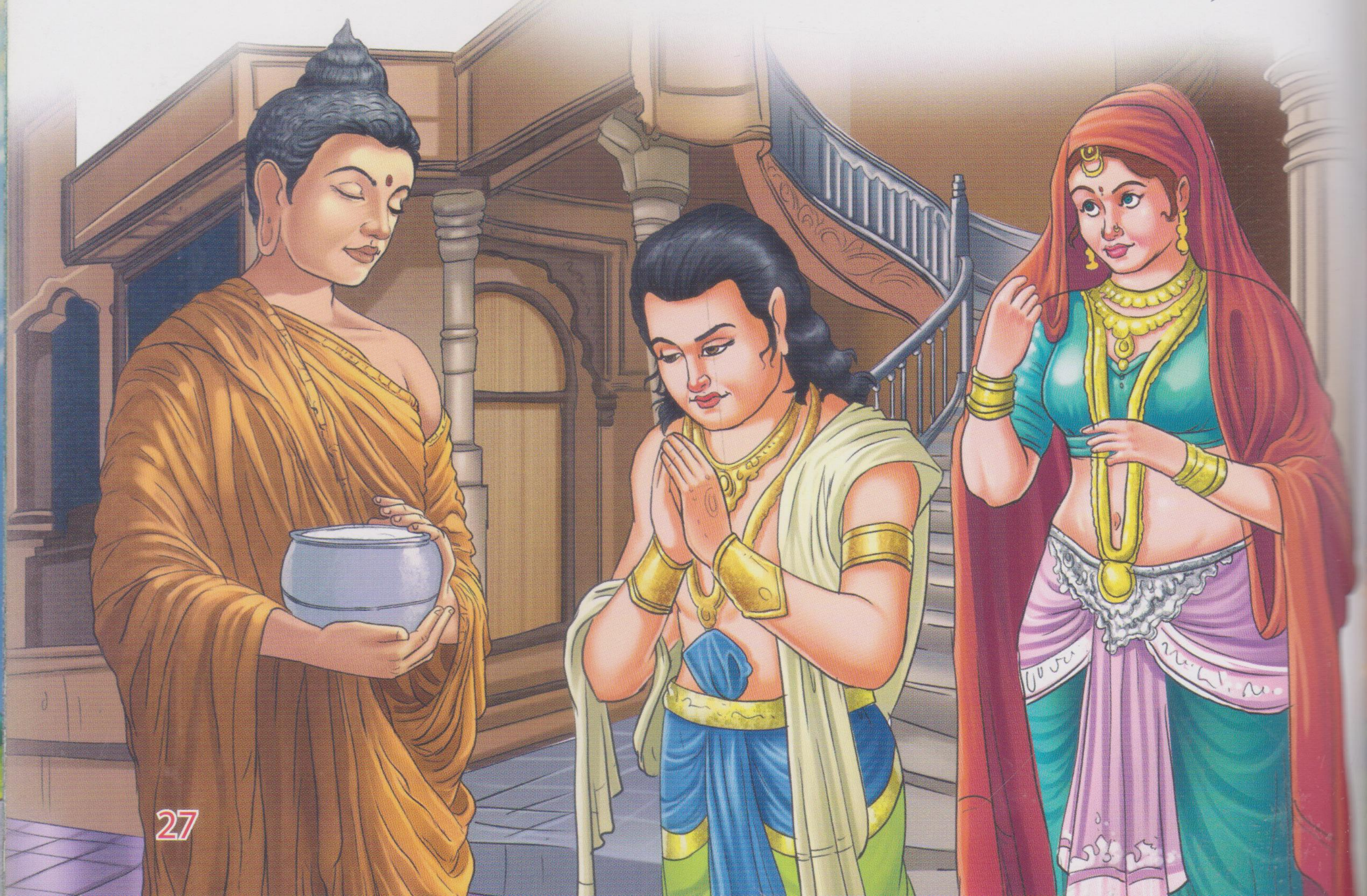
عوام کو اپنے حلقے میں شامل کرنے کے لیے وہ انہی کی زبان استعمال کرتے تھے۔ اس وقت درس وتدریس کی زبان سنسکرت تھی جو اعلیٰ ذاتوں تک محدود تھی۔ گوتم بدھ نے پالی زبان کا استعمال کیا۔ وہ جہاں جہاں گھومتے پھرے وہاں یہ زبان عوام کی زبان تھی۔ بعد میں ان کی تعلیمات بھی اسی زبان میں محفوظ کی گئیں۔ اس سے ایک بڑا فائدہ یہ تھا کہ عوام ان کو براہ راست جان سکتے تھے۔



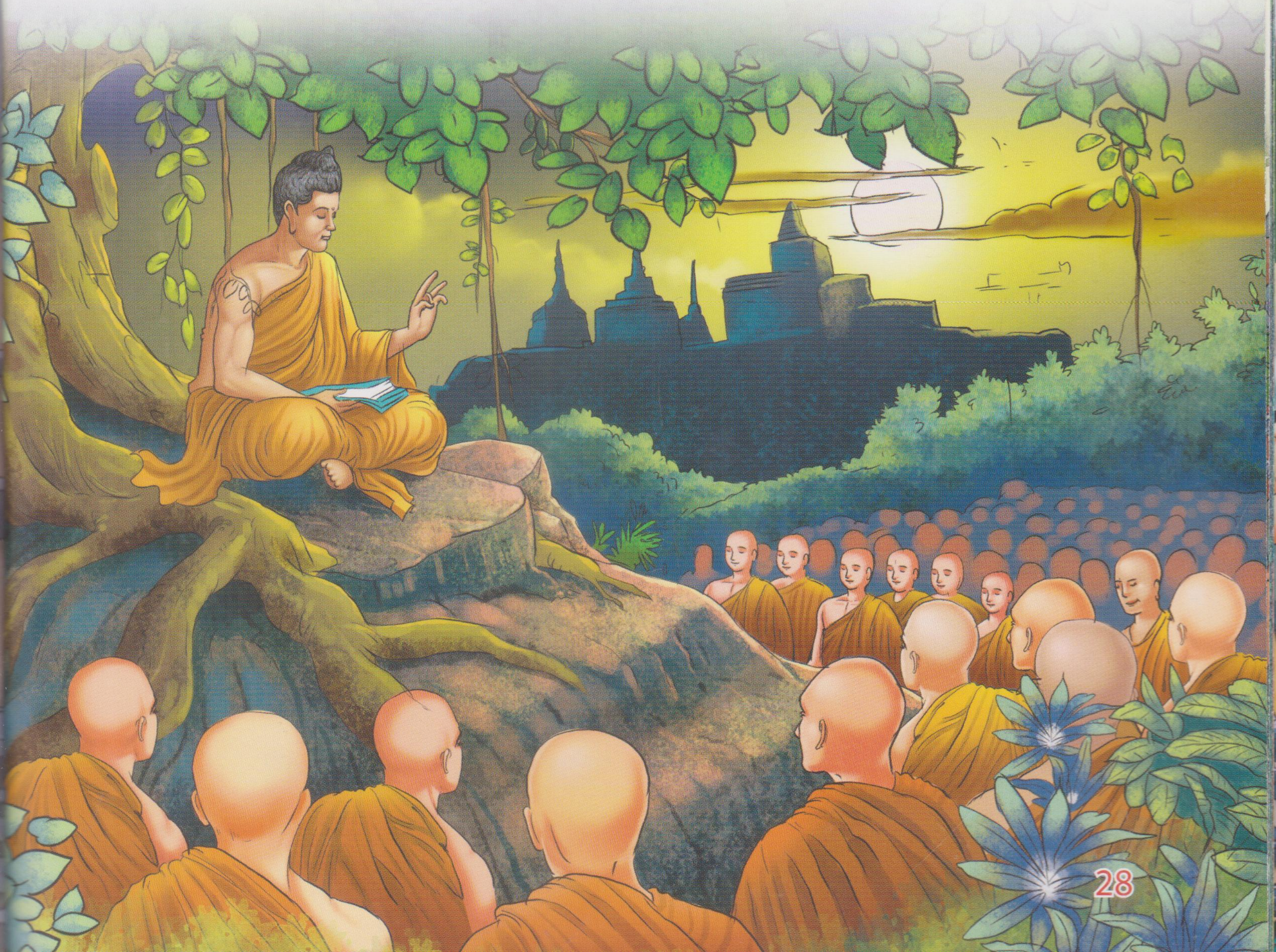
بدھ جی جو کچھ عرصے بعد مہاتما بدھ کہلائے، ہاتھ میں کشکول رکھتے تھے۔ کھانے کا وقت ہوتا تو کچھ مانگ لیتے۔ کشکول میں جو کچھ ڈال دیا جاتا، اسے قبول کر لیتے۔ اس میں اکثر ان میل بے جوڑ چیزیں بھی آ جاتیں۔ وہ سب ملا کر کھا لیتے۔ اتنا ہی کھاتے جتنا جینے کے لیے ضروری ہوتا۔ عموماً وہ شام گہری ہونے سے پہلے صرف ایک بار کھا لیا کرتے تھے۔ یہاں یہ بات قابلِ ذکر ہے کہ انھیں گوشت کھانے سے رغبت نہیں تھی لیکن کشکول میں کوئی گوشت ڈال دیتا تو کھا لیتے تھے۔ راج گھرانے کی آرام دہ زندگی چھوڑ کر دنیا کو صحیح راستے پر لانے والا یہ شہزادہ بھکشو (فقیر) بن گیا تھا اسی میں اس نے بے پناہ سکون حاصل کیا تھا۔



یہی نہیں، ایک دلچسپ قصہ اور ہے۔ عرفان حاصل کرنے کے کچھ عرصے بعد وہ اپنے گھر بھی گئے لیکن دروازے پر کھڑے رہے۔ اندر نہیں گئے۔ ان کی آمد کی خبر ملی تو راج کماری یشودھرا نے بیٹے راہل کو باہر بھیجا۔ کہا، جاؤ اپنے باپ سے اپنا ورثہ مانگو۔ نوعمر شہزادہ راہل باہر آیا۔ ماں کی ہدایت کے مطابق باپ سے اپنا ورثہ مانگا۔ یہ بڑا ہی دل گداز منظر رہا ہوگا۔ بدھ جی نے بیٹے کو اپنا کشکول تھما دیا۔ ''بیٹے یہی میرا ورثہ ہے۔ قبول کرو۔'' راج کمار راہل بھی ان کے شاگردوں میں شامل ہو گئے وہ ان کے ساتھ رہ کر ان کی تعلیمات کو جذب کرتے رہے۔ پھر دوسرے شاگردوں کے ساتھ ان تعلیمات کو پھیلانے آگے نکل گئے۔



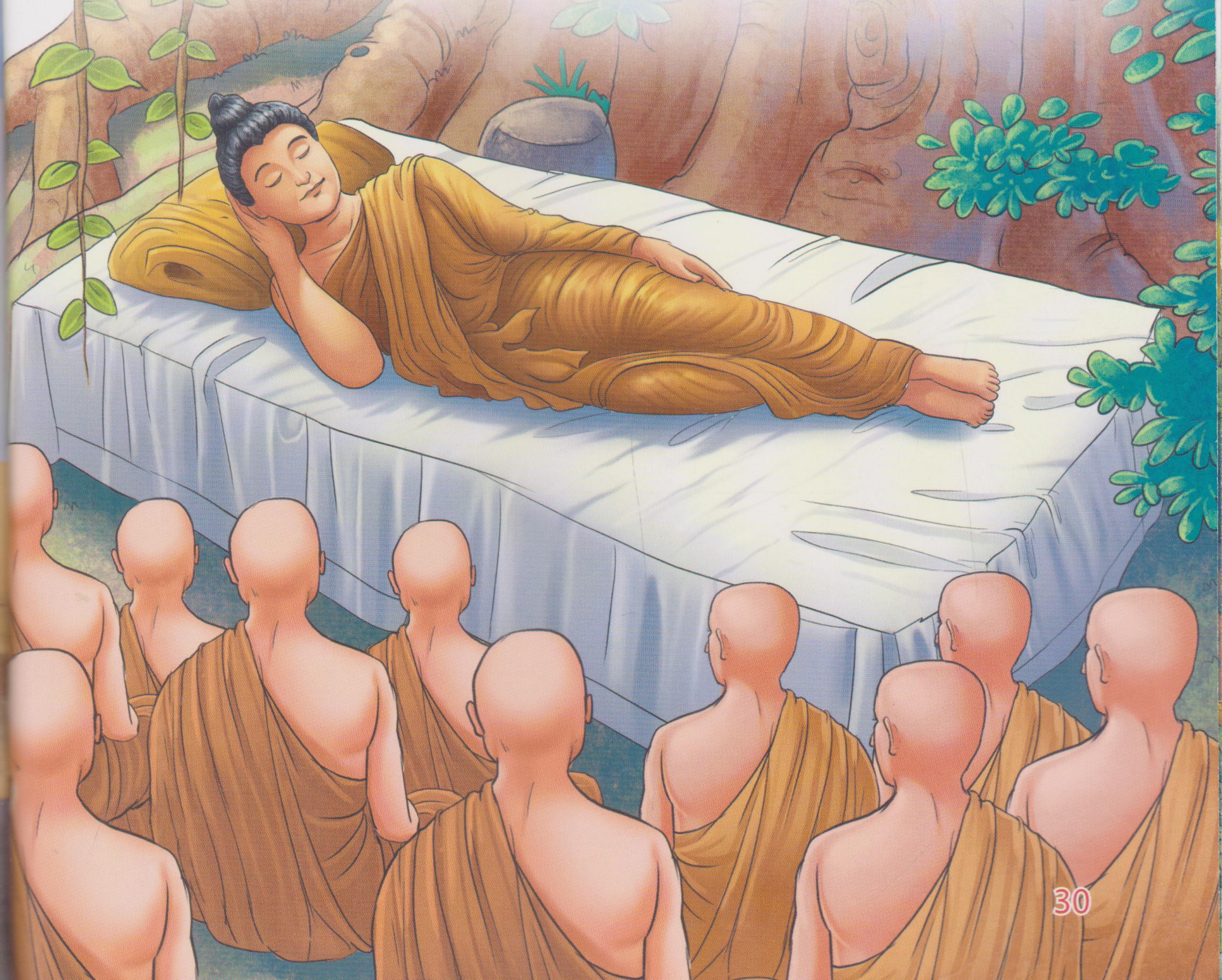
یوں تو مہاتما بدھ کی تعلیمات بہت ہیں لیکن ان کا نچوڑ خواہشات پر قابو، عدم تشدد اور درمیانی راستہ اختیار کرنے میں ہے۔ دیکھا جائے تو یہ اصول ہمیں دین اسلام میں بھی ملتے ہیں۔ خاص طور پر اعتدال برتنا اور کسی کو تکلیف نہ پہنچانا۔ انھیں پھیلایا جائے تو یہ ساری زندگی کا احاطہ کر لیتے ہیں۔ سبھی نیک اور عظیم انسانوں کی سوچ ایک جیسی ہوتی ہے۔ خواہ وہ زمان و مکان کے اعتبار سے بہت دور کیوں نہ ہوں۔



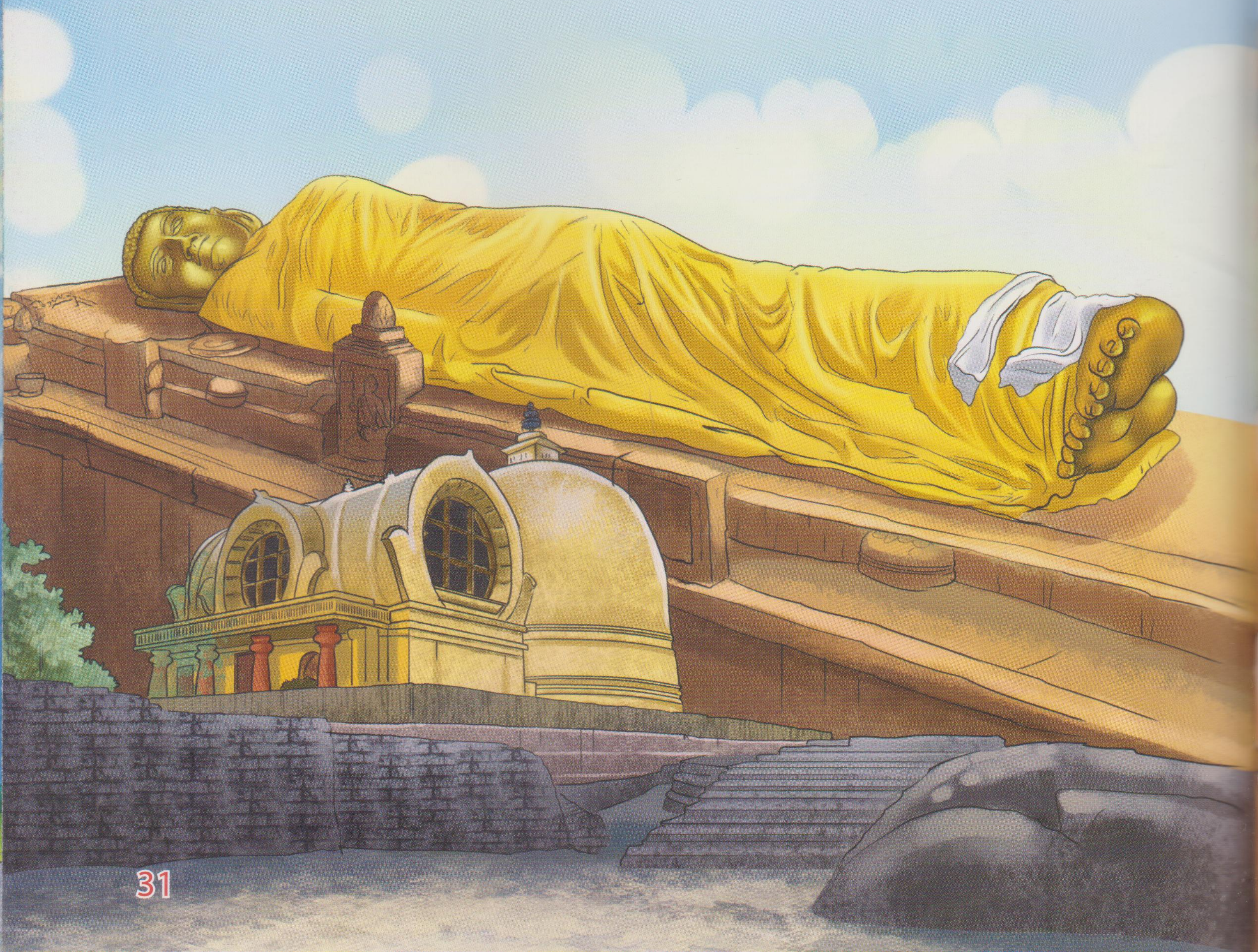
2600 سال پہلے مہاتما بدھ نے جس مذہب کی اشاعت کی وہ بڑی تیزی سے پھیلا۔ اسے عوام کے ساتھ دولت مند تاجروں نے بھی اپنایا۔ شمالی مشرقی ہندوستان کے دو فرماں روا ان کی زندگی میں ان کے پیروکار بنے۔ یہ کوشل کے راجا پرسین جت اور مگدھ کے راجا بمب سار تھے۔ دو قبائلی جمہوری علاقوں ملّ اور لچھوی کے سردار بھی ان کی تعلیمات سے متاثر رہے۔ لیکن گوتم بدھ نے کبھی ریاست اور حکومت کے امور سے کوئی واسطہ نہیں رکھا۔ وہ دنیادار تھے ہی نہیں۔ دنیا تو وہ اپنے پیچھے کب کی چھوڑ آئے تھے۔



گوتم بدھ کچھ عرصہ گزرنے کے بعد مہاتما کے لقب سے یاد کیے گئے۔ اپنے آخری دنوں میں وہ شراوستی میں رہے تھے۔ پھر وہ ویشالی اور ویشالی سے کشی نگر کی طرف بڑھ گئے۔ یہاں انھوں نے اسّی برس کی عمر میں انتقال کیا۔



اس وقت وہ پورے ہوش و حواس میں تھے۔ انھوں نے اپنے ساتھی آنند کو تسلی بھی دی۔ آخری پیغام سے بھی نوازا۔ کشی نگر بھی ان کے پیروکاروں کے لیے جو بودھ کہلاتے ہیں ایک متبرک مقام قرار پایا۔



لیکن ان کا سب سے مقدس مقام بودھ گیا ہے۔ بودھ گیا بہار کے ضلع گیا کا بلاک ہے۔ یہاں ایک عظیم الشان مندر اور ایک چھتنار پیپل کا درخت ہے۔ اس پیپل کا شجرہ اسی پیپل کے درخت تک پہنچتا ہے جس کے نیچے سدھارتھ گوتم کو نروان یعنی عرفان حاصل ہوا تھا۔ ایسا لوگوں کا یقین ہے۔



دنیا کے کونے کونے سے بودھ زائرین یہاں آتے ہیں۔ ان میں عام لوگ اور رہبانیت اختیار کرنے والے سبھی ہوتے ہیں۔ جو لوگ بدھ مذہب کے پیروکار نہیں ہیں وہ بھی اسے ایک تاریخی مقام کی حیثیت سے دیکھنے جاتے ہیں۔ آج کے دور میں بھی مہاتما بدھ کی تعلیمات کی بڑی اہمیت ہے۔ ہندوستان کو ان پر فخر ہے۔



''ایک سچ مچ کے راج کمار کی کہانی'' اپنے موضوع کے اعتبار سے دلچسپ اور معلوماتی کہانی ہے۔ اس میں مہاتما گوتم بدھ کی تعلیمات اور تاریخی مقام بودھ گیا سے متعلق معلومات فراہم کرنے کی سعی کی گئی ہے۔ بچوں کی نفسیات کا بھی خیال رکھا گیا ہے تا کہ بچے ذوق وشوق سے معلومات حاصل کرسکیں۔



ذکیہ مشہدی اردو کی سینئر فکشن نگار ہیں اردو، ہندی اور انگریزی زبانوں میں ترجے اور ادب اطفال کی طرف بھی ان کی خاص توجہ ہے۔ گزشتہ دس بارہ برسوں سے بچوں کے مؤقر رسالوں میں کہانیاں شائع ہوتی رہی ہیں۔ نیشنل بک ٹرسٹ سے ایک کہانی اردو کے ساتھ ہندی اور انگریزی میں بھی شائع ہوئی ہے۔ مہاتما بدھ کی یہ داستان بچوں کو ضرور پسند آئے گی۔

ذکیہ مشہدی

قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان
وزارت تعلیم، حکومت ہند، نئی دہلی
فروغ اردو بھون ایف سی، 33/9
انسٹی ٹیوشنل ایریا، جسولا، نئی دہلی-110025

ISBN 978-93-49533-07-3
9 789349 533073
NCPUL | DELHI | INDIA

قیمت -/40 روپے